خلیفہ اور امام کے اختیارات و فرائض کا تقابلی جائزہ

واجد علی* / ڈاکٹر مطلوب احمد رانا**

Abstract:
In the Holy Quran Allah Alimighty Addresses human beings as his representatives are vicegerents on the earth providing them with necessary skills, principles and tools to lead their lives towards glory and also to lead address towards realizing their fullest potential, as there presentatives of Allah Almighty, the human beings are assigned great faculities and qualities Allah sent his Prophets for the guidance of mankind. Khalifah is the name or title which means "successor" "deputy" or steward. In most commonly refers to the leader of a caliphate, but is also used as a title among the various Islamic religious groups. Khalifah a person considered a religious successors to the Prophet Muhammad (P.B.U.H) a leader of the entire Muslim community. Imam is also a title indicating leadership, governance or rule. And Imam is used in a vide variety of context. He leads by standing infront of the rows worshipers for the diginity of his knowledge Imamat means setting an example taking the lead in religious matter performing the function of Imam.

Key Words: Khalifa, Vicegerents, Imam, Prophet, Governance, Leadership.

اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات عظیم و شان ہے۔ وہ ازل سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کا مرہون منت ہے۔ جن و انس اس کی رضا کے حصول کے لیے اس کی تسبیح و تحمید کرنے کے محتاج ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی صفات و جمال و جلال کے ظہور کے لیے اس کائنات کو تخلیق کیا ہے۔ اس میں بسانے کے لیے جن و انس پیدا کیے ہیں۔ ان دونوں کی رہائش اور گزر بسر کے لیے کائنات کی مختلف اور متعدد چیزوں کو ان کے لیے مسخر کر دیا تاکہ وہ ان سے فائدہ اٹھا کر ایام حیات کو سہولت سے گزار سکیں۔

جن و انس کی تخلیق کے بنیادی مقصد کو اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں بیان فرمادیا ہے:

---

* پی۔ ایچ۔ ڈی سکالر، علوم اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی فیصل آباد
** ایسوسی ایٹ پروفیسر، علوم اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد

''وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ''(۱)

(اور میں نے جن و انسان کو اس لیے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایسے اصول و قوانین عطا فرمائے جن پر عمل پیرا ہو کر انسان اپنے رب کی رضا حاصل کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر اپنا خلیفہ اور نائب بنایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً''(۲)

(میں زمین میں ایک جانشین بنانے والا ہوں۔)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک مکمل ضابطۂ حیات عطا فرمایا تاکہ وہ ان اصولوں و قوانین پر خود بھی عمل کرے اور دوسروں کو بھی اس پر عمل کرنے کے لیے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دے۔ چنانچہ ہر قوم کی رہنمائی اور اصلاح کے لیے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھیجے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ''(۳)

(ہر قوم کے لیے راہ بتانے والا ہوا ہے۔)

جن اقوام نے انبیاءؑ کی دعوت کو قبول کیا وہ کامیاب و کامران ہوئیں۔ آخر میں خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری انسانیت کی ہدایت و رہنمائی اور قیامت تک آنے والے جن و انسان کے لیے ایک کامل نظام حیات عطا فرما کر مبعوث فرمایا۔

''وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا''(۴)

(تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ ان کو زمین میں اس طرح حکمران بنائے گا جس طرح ان لوگوں کو حکمران بنایا تھا، جو ان سے پہلے تھے اور جس دین کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے پسند فرمایا ہے اور اس دین کو ان کے لیے مستحکم کر دے گا۔ اور اس وقت دشمن کا خوف ان کو لاحق ہے، ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔)

مسلمانوں کی اصطلاح میں خلافت اور اس کا مترادف امامت ہے۔ خلافت ایک ریاست

عامہ ہے جس کا حامل امور دین و دنیا میں آنحضرت ﷺ کے نائب کے طور پر کام کرتا ہے۔ امامت کا مطلب کسی شخص کا قوانین شرعی کو قائم کرنے اور حدود کی حفاظت کرنے کے لیے آنحضرت ﷺ کے ارشادات وہدایات کی روشنی میں خلیفہ کے فرائض کو سرانجام دے تاکہ تمام اُمت اس کی اطاعت کرے۔(۵)

خلیفہ کا معنی و مفہوم

اہل لغت نے خلافت کا مادہ (خلف) بتایا ہے جو کہ ان کے بقول قدام کی ضد ہے۔ یہ قرآن میں خَلَفًاور خَلَفَی صورت میں آیا ہے۔ خلف کا معنی پیچھے رہ جانے اور جانشین ہونے کے ہیں۔ اور اسی سے خلافت بمعنی نیابت وجانشینی کے آتا ہے۔

ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

''وھی تکون اسماً وظرفاً، (فاذا کانت اسماء جرت بوجوہ الاعراب، واذا کانت ظرفالم تذل نصبا علی حالھا)۔۔۔ وقولہ: والخلف: الظھر۔۔۔ والتخلف: التأخر(۶)

ترجمہ: (گویا یہ لفظ خلف سے ماخوذ ہے۔ جو اسم اور ظرف کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ اس کے معنی پیچھے، بعد میں یا تاخیر سے آنے والے کے ہیں۔)

اسی سے استخلاف یعنی قائم مقام ہونے، بعد میں آنے اور کسی کی جگہ لینے کا عمل ترکیب پاتا ہے۔ اس عمل سے گزرنے والے کو خلیفہ اور خود اس عمل کو خلافت کہا جاتا ہے۔ جس کے معنی امارت کے ہیں۔(۷)

القاموس میں فیروزآبادی نے اس سلسلہ میں جو لغوی بحث کی ہے۔ اس کا خلاصہ کچھ یوں بنتا ہے:

''الخلیفۃ جبل مشرف علی اجیار الکبیر۔۔۔والخلیفۃ السطان الأعظم و یؤنث کالتخلیف ج خلائف و خلفاء و خلفہ خلافۃ کان خلیفۃ و بقی بعدہ''(۸)

ترجمہ: (گویا خلیفہ بڑے پہاڑوں میں سے نمایاں اور ممتاز پہاڑ کو بھی کہتے ہیں۔ اور اسی مناسبت سے ریاست کے سب سے بڑے حاکم کا نام خلیفہ ہوتا ہے۔ اس لفظ کی جمع خلائف اور خلفاء آتی ہے۔)

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

''وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ''(۹)

ترجمہ: (اور وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں نائب بنایا۔)

گویا خلیفہ، خلف سے ماخوذ ہے جس کے معنی بعد میں آنے، نمایاں ہونے، قائم مقام یا نمائندہ ہونے، سربراہی کرنے، ذمہ داری ادا کرنے اور معزز و مشرف ہونے والے کے ہیں۔ اور خلیفہ کے اس مقام و حیثیت، ذمہ داری اور حدود کار کا نام خلافت ہے۔ جو کہ دنیاوی لحاظ سے اہم ہے۔

خلیفہ کے مترادف الفاظ

مستخلف کو تین مشہور لفظوں (خلیفہ، امام اور امیر المومنین) سے تعبیر کیا جاتا ہے لیکن یہ تعبیر ان تینوں میں منحصر نہیں بلکہ سلطان، رئیس، سید، زعیم سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ البتہ فرق صرف اتنا ہے کہ اول تین مشہور ہیں۔ علمانے اس کی تصریح کی ہے اور بعد والی نصوص سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔(۱۰)

امام نووی ؒ(متوفی ۶۷۴ھ) فرماتے ہیں:

''يجوز أن يقال للإمام : خليفة والإمام وأمير المؤمنين''(۱۱)

ترجمہ: (امام کو خلیفہ، امام اور امیر المومنین بھی کہا جا سکتا ہے۔)

علامہ ابن خلدون ؒفرماتے ہیں:

''وإذ قدبينا حقيقة هذا المنصب ، وأنه نيابة عن صاحب الشريعة فى حفظ الدين و سياسة الدنيابه تسمى خلافة وأمامة ، والقائم به خليفة و إمام''(۱۲)

ترجمہ: (جب ہم نے اس منصب کی حقیت بیان کر دی۔ یہ کہ دین کی حفاظت اور دنیا کی سیاست میں صاحب شریعت کی نیابت ہے تو اس منصب کو خلافت اور امامت کہا جائے گا اور اس کے قائم کرنے والے کو خلیفہ یا امام کہا جائے گا۔)

امام کا معنی و مفہوم

امامت ایک ایسی ریاست عامہ کا نام ہے جو پیغمبر اعظم ﷺ کی قانونی نمائندگی ہے۔ حاکمانہ بالادستی حاصل کرتی ہے۔ اور دین و دنیا کی اجتماعی سرگرمیوں میں اپنی عظمت و طاقت کا اس

طرح اظہار کرتی ہے کہ اس میں اعلیٰ راہنمائی کے اوصاف نمایاں ہو جاتے ہیں۔

''الامامة والامام کل من ائتم به قوم کانوا علی صراط المستقیم لو کانو اضالین''(۱۳)

ترجمہ: (امامت اور امام ہر وہ شخص جس کی کوئی قوم اقتداء کرے۔ چاہے وہ قوم سیدھے راستے پر ہو یا گمراہی پر ہو۔)

ابن ابی القاسم الحسن بن محمد المعروف راغب اصفہانی امامت کی تعریف ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

''الامام الموتم به انسانا کان یقتدی بقوله او فعله او کتابا او غیر ذالک محقا کان آو مبطلا وجمعه أئمة''(۱۴)

ترجمہ: (امام سے مراد ایسا انسان جس کی پیروی کی جائے یعنی اس کے قول، فعل یا تحریر کی پیروی کی جائے۔ وہ حق ہو یا باطل اور امام کی جمع آئمہ آتی ہے۔)

المنجد لغت میں امام کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے:

''وہ جس کی اقتداء کی جائے، پیشوا، معمار کا وہ دھاگا یا ڈوری جس سے عمارت کی سیدھ قائم کرتا ہے۔ امام بمعنی کھلا راستہ، نمونہ۔''(۱۵)

اسماعیل بن حماد الجوہری نے الصحاح میں امام کا معنی ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

''الامام الذی یقتدی به وجمعه أیمة و اصله أیمة علی فاعلة''(۱۶)

ترجمہ: (امام سے مراد وہ حق ہے جس کی پیروی کی جائے اور امام جمع آئمہ ہے اس کی اصل آئمہ ہے جو کہ فاعلۃ کے وزن پر ہے۔)

ڈاکٹر مصطفی کمال وصفی امام کا مفہوم لکھتے ہیں:

''الامام هو رئیس الدولة الاسلامیه هو بذالک یقابل روساء الدول فی النظم العصریة من الملک أورئیس جمهوریة أو مجلس سیادة أو نحو ذلک مما تنص علیه الدساتیر''(۱۷)

ابن منظور افریقی نے امام کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی ہے:

امامت کی تقسیم

محراب و منبر کی امامت فرض عین ہونے کے باوجود امامت صغریٰ ہے اور حکومت

سلطنت کی امامت، امامت کبریٰ ہے۔

امامت کبریٰ کا مفہوم

امامت کبریٰ اسلامی حکومت کا وہ اعلیٰ ترین نام ہے جس سے اس طرز حکومت کی خوبی، بڑائی اور اس کے مستقل امتیازی وجود کا اعلان ہوتا ہے۔ اس سے ابراہیمؑ کی تنظیم کے پاکیزہ اوصاف ظاہر ہو جاتے ہیں۔ دنیا کی امامت کا حق صالح اور صلاحیت مند مسلمانوں کے ہاتھ میں آتا ہے اور یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ وفادار انسانوں کو اقتدار اعلیٰ کی اطاعت کا ثمرہ حکومت کی شکل میں حاصل ہوتا ہے۔(۱۸)

بلکہ یوں سمجھئے کہ روئے زمین کی مملکت ایک عظیم الشان کارپوریشن ہے اور امام اس کا میئر یعنی امیر ہے۔(۱۹)

اللہ تعالیٰ کا ہر نبی مبلغ اسلام کے ساتھ ساتھ اپنے عہد کا حکمران وہ امامت اُمت کی حیثیت شریعت اسلامی کو نافذ کرتا ہے۔ سلسلۂ نبوت کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مسلمانوں کے امام اور حکمران ہیں اور پیغمبر کی حیثیت سے آپؐ کے ہر فرمان عمل اور فیصلہ کے پیچھے اللہ تعالیٰ کا حکم اور اس کی اتھارٹی کارفرما ہے۔(۲۰)

اسلامی حکومت کے تین نام ہیں۔ امامت، خلافت، امارت۔

امامت کبریٰ: ''امامت ایک ایسی ریاست عامہ (Leadership of Democratic Government) کا نام ہے جو پیغمبر اعظم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی قانونی نمائندگی سے حاکمانہ بالادستی حاصل کرتی ہے اور دین و دنیا کی اجتماعی سرگرمیوں میں اپنی عظمت و طاقت کا اس طرح اظہار کرتی ہے کہ اس میں اعلیٰ رہنمائی کے اوصاف نمایاں ہو جاتے ہیں۔'' گویا امامت کبریٰ اسلامی حکومت کا اعلیٰ ترین نام ہے۔

حکومت کا وہ منصب جو دین کی نگہبانی اور دنیا کے سیاسی فرائض کو پورا کرتا ہے۔ خلافت و امامت ہے۔ اس کو امامت کبریٰ اور خلافت عامہ کہا جاتا ہے۔ خدا کی پیدا کی ہوئی دنیا کے باشندوں پر وہ عام تصرف جو ایک ریاست عامہ کی تشکیل کا موجب ہوتا ہے اور جس کو پیغمبر کی نمائندگی کا فخر حاصل ہے۔

خلافت: قرآن مجید میں تین قسم کی خلافت کا ذکر ہے:

۱۔ نوعی خلافت ۲۔ قومی خلافت ۳۔ شخصی خلافت

۱۔ نوعی خلافت: یعنی تمام بنی آدم اللہ کے خلیفہ ہیں اور ہر ایک فرد دیگر مخلوقات پر حکومت کرنے کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں آتا ہے: وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیفۃ۔ (۲۱) اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک جانشین بنانے والا ہوں۔

اس آیت کریمہ میں تمام نوع انسان کو خلیفہ کہا ہے۔

۲۔ قومی خلافت: جب ایک قوم کو حکومت اور بادشاہت سے نوازا جاتا ہے تو وہ اس قوم کی خلافت ہے۔ اللہ تعالیٰ عاد قوم کو مخاطب ہو کر فرماتا ہے۔ وَ اذْکُرُوْٓا اِذْ جَعَلَکُمْ خُلَفَآءَ مِنْم بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ (۲۲) اور یاد کرو جب اس نے تم کو نوحؑ کی قوم کے بعد بادشاہ بنایا۔ وَ اذْکُرُوْٓا اِذْ جَعَلَکُمْ خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ عَادٍ وَّ بَوَّاَکُمْ فِی الْاَرْضِ۔ (۲۳) اور یاد کرو جب تم کو عاد کے بعد جانشین بنایا اور تمہیں زمین میں آباد کیا۔ یہاں بَوَّا کم فی الارض فرما کر خلافت کی تفسیر کر دی یعنی زمین کا وارث ہونا ہے۔ وَ ھُوَ الَّذِیْ جَعَلَکُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ۔ (۲۴) یعنی وہی تو ہے جس نے تم کو زمین میں خلیفہ یعنی وارث بنایا۔

۳۔ شخصی خلافت: شخصی خلافت دو طرح کی ہے: خلافت خاصہ اور خلافت عامہ۔ خلافت عامہ سے مراد وہ خلافت ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی انسان کو لوگوں کو ہدایت کے لیے مامور کرتا ہے۔ تمام انبیاء علیہ السلام خلافت خاصہ کے حامل تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْھَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ (۲۵) اے داوٗد ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ (حاکم) بنایا ہے۔ لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر اور خواہشات کی پیروی نہ کر۔ ورنہ وہ تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دیں گے۔

خلافت عامہ جب کوئی مامور وفات پا جائے تو اس کے مشن کو چلانے کے لیے اس کا نائب خلافت عامہ کا حامل ہو گا۔

یہاں جس خلافت کا ذکر ہے وہ نیابتی حکومت ہے جو رسول کریم ﷺ کی نیابت کی حیثیت سے حاصل ہوتی ہے اور جو آپ کا نائب ہو گا اور خلافت کی تمام شرائط پر پورا اترتا ہو وہ خلیفہ الرسول کہلائے گا۔

اسلامی خلافت کی خوبی اس کو دوسرے سیاسی نظاموں سے جدا کرتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ طرز حکومت دنیا اور آخرت دونوں کو اپنے اندر لیے ہوئے ہے۔ دوسرے سیاسی نظام صرف دنیا کے امور سے تعلق رکھتے ہیں اور دین کے تصور کو اپنے نظام سے خارج کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت اور ان کی ابنائے جنس پر نافذ کرنے جس نظام میں اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت اور فرمانبرداری نہ ہوگی وہ خلافت نہیں کہلائے گا۔

خلافت اسلامی میں مقتدر اعلیٰ محض اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے علاوہ کسی کو بھی یہ حق حاصل نہیں ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ(۲۶) یعنی اللہ کے سوا کسی کو اقتدار اعلیٰ حاصل نہیں۔ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ (۲۷) سنو حکم اسی کا ہے۔

وِلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔(۲۸) آسمانوں اور زمین کی حکومت اللہ ہی کے لیے ہے۔

جب حکومت اور امور عامہ کو اپنے ہاتھ میں لے کر افراد امت کو معروفات کا حکم دیتی ہے اور منکرات سے روکتی ہے۔ تو وہ امارت امت کا درجہ حاصل کر لیتی ہے۔ یہ لفظ امر سے مشتق ہے۔ امر کے معنی ہیں حکم۔ اور حکم حکومت کا فعل ہے۔ امارت ولایت ہے۔ امارت میں اطاعت اور غلبہ دونوں باتیں شامل ہیں اور یہی حکومت کی اصل ہیں۔

امام اعظم یہ نام اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ امام حکومت اور اعضائے حکومت کا قائد ہے۔ خلیفہ: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نائب ہونے کی وجہ سے خلیفہ کہلاتا ہے۔ امیر: معروفات کا حکم دینے اور منکرات سے روکنے کی وجہ سے کہلاتا ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:۔

''يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ''(۲۹)

ترجمہ: (اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو، اور ان کی بھی جو ان میں سے صاحبِ امر ہیں۔)

فطرت کا اصول ہے کہ مسلمانوں کے اجتماع سے کوئی نہ کوئی نظام قائم ہوتا ہے۔ جس میں اولی الامر یعنی رئیس اور حکمران کا ہونا لازم ہے۔ امام ابن تیمیہؒ اس فطری اصول کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

''فان بنی آدم لا تتم مصلحتھم الا بالاجتماع لحاجة بعضھم الیٰ بعضٍ ولا بدلھم عند الاجتماع من رائس''[۳۰]

ترجمہ: (انسانیت کے مصالح اجتماعی نظام کے بغیر پورے نہیں ہوسکتے۔ اس لیے کہ بعض ایک دوسرے کے محتاج ہیں اور اجتماع میں ان کے لیے ایک رئیس حاکم کا ہونا ضروری ہے۔)

شریعت میں خلیفہ وامام کو جو اختیارات تفویض کیے گئے ہیں، ذیل میں ان کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

۱۔ تنفیذی اختیارات

۲۔ تشریعی اختیارات

۳۔ عدالتی اختیارات

تنفیذی اختیارات

خلیفہ کے تنفیذی اختیارات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ رعایا کے ہر فرد پر خلیفہ کے ہر اس حکم کی اطاعت واجب لازم ہے جو خلاف شریعت نہ ہو۔ اس کی نافرمانی دینی وروحانی جرم ہے۔ خلیفہ کے وسیع تنفیذی اختیارات کا اجمالی خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔

ضوابط بنانے کا اختیار: شرعی قوانین کو نافذ کرنے کے لیے خلیفہ کو قواعد وضوابط بنانے کا اختیار ہے۔

ماتحت حکام کی کارروائی کی منظوری ونامنظوری اور حکم دینے کا اختیار: خلیفہ اپنے ماتحت حکام (وزراء، امراء) کی کاروائیوں کو منظور یانامنظور کرنے کا اختیار رکھتاہے۔ ان حکام کی کاروائیوں کو خلیفہ کے پاس فیصلہ کے لیے پیش کیاجاسکتاہے اور وہ ان کے اجراء یا منسوخ کرنے کا مختار ہے۔

ماتحت حکام حکم کا اختیار: خلیفہ اپنے ماتحت وزراء واوامر کو کسی کام کے کرنے یانہ کرنے کا حکم دینے کا اختیار رکھتا۔

احتساب و مواخذہ کا اختیار: ماتحت حکام ارو عوام میں سے کوئی فرد قانون کی خلاف ورزی کرے تو خلیفہ اس کے احتساب و مواخذہ اور قانون شریعت کے مطابق سزا جاری کرنے کا اختیار رکھتاہے۔[۳۱]

صلح وجنگ کا اختیار: خلیفہ چونکہ افواج کا سپہ سالار اعلیٰ ہوتا ہے۔ اس لیے اسے جنگ اور

صلح کرنے کا اختیار حاصل ہے یعنی وہ اپنی رائے سے جہاد کرنے کا حکم دے سکتا ہے۔ اسی طرح اگر صلح کرنے کا موقع آجائے تو جنگ روک کر صلح بھی کر سکتا ہے۔ دونوں صورتوں میں رعایا پر اس کی اطاعت لازم ہے۔

مشاورت کا اختیار: خلیفہ مشاورت کرنے اور اسے رد کرنے کا مختار رہے۔ یعنی خلیفہ اپنے ماتحت اور عام مسلمان سے مشورہ طلب کر سکتا ہے۔ اس صورت میں جن لوگوں سے مشورہ طلب کیا گیا ہے، ان پر لازم ہے کہ وہ خلیفہ کو مشورہ دیں۔ اسی طرح خلیفہ تنفیذی اختیارات میں اہل رائے کے مشورے کو رد کرنے اور اپنی رائے پر عمل کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ جب وہ یہ سمجھے کہ میری رائے ہی دی گئی تمام آراء سے بہتر ہے۔ مندرجہ بالا اختیارات کے ثبوت کے لیے صرف ایک آیت کا پیش کر دینا کافی ہے۔

"يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ"(٣٢)

ترجمہ: (اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی، اطاعت کرو رسول کی اور ان کی جو تم میں سے صاحب امر ہیں۔)

اس کے علاوہ سنت و آثار صحابہ سے بھی ان اختیارات کا واضح ثبوت ملتا ہے۔ چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

١۔ رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ کے موقع پر محض اپنی رائے کے مطابق صلح فرمائی اور صحابہؓ نے اس کو قبول کر لیا۔ قریش مکہ کی طرف سے سہیل نمائندہ بن کر آئے انہوں نے صلح کے لیے یہ شرط پیش کی کہ اگر کوئی شخص مسلمان ہو کر مکہ سے مدینہ چلا جائے گا تو اسے واپس کیا جائے گا اور اگر کوئی مدینہ سے مکہ آئے گا تو اسے واپس نہ کیا جائے گا۔ صحابہ کے لیے یہ شرط قبول کرنا انتہائی مشکل تھا لیکن سہیل نے اصرار کیا۔

٢۔ رسول اللہ ﷺ کے رفیق اعلیٰ کی طرف انتقال فرمانے کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ خلیفہ بنائے گئے تو ارتداد پھیل چکا تھا۔ ان کے خلاف جہاد کا فیصلہ آپ نے اکیلے کیا، سب کی رائے اس کے خلاف تھی۔

فرائض امامت

منصب امامت ایک بہت بڑی بھاری ذمہ داری ہے۔ نظام خلافت میں جہاں خلیفہ کو

حقوق اور اختیارات دیے گئے ہیں، وہاں خلافت کے مقاصد کے حصول کے لیے اس پر بڑی ذمہ داریاں بھی عائد کی گئی ہیں۔ خلیفہ کے فرائض میں سے کچھ کا تعلق دین اور کچھ کا دنیا سے ہے۔

دینی اُمور: ان امور کو دو قسمیں ہیں:

ا۔ وہ جن کا تعلق اصل دین سے ہے۔ ۲۔ وہ جن کا تعلق فروع دین سے ہے۔

اصل دین

اس کی بھی دو قسمیں ہیں:

ا۔ دین کی حفاظت اہل اسلام کے حوالہ سے ب۔ کفار کو اسلام کی دعوت

دین کی حفاظت

اسلام کے سیاسی نظام میں محکمہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو حسبہ بھی کہتے ہیں۔ امام ماوردیؒ اس کی مندرجہ ذیل تعریف کرتے ہیں:۔

''الحسبة هي امر بالمعروف اذا ظهر تركه ، ونهى عن المنكر اذا اظهر فعله''(۴۳)

ترجمہ: (یعنی حسبہ سے مراد یہ ہے کہ جب معروف کو ترک کیا جائے تو اس کا امر کیا جائے اور جب منکرات ہونے لگیں تو اس سے نہی کی جائے۔)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کامل واکمل دین کو لائے ہیں۔ اس کو اس کی اصل شکل وصورت میں باقی رکھنا، لوگوں کے شکوک وشبہات کو ختم کرنا اور اگر کوئی شخص ارتداد اختیار کرے تو اسلامی اصولوں کے مطابق اس کے خلاف کاروائی کرنا۔ خلیفہ پر لازم ہے کہ ماہر علماء وفقہاء کے ذریعے مرتد کے اعتراضات اور شبہات کو ختم کرائے اگر اس کے باوجود توبہ نہیں کرتا تو اس کو قتل کرادے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارتداد سے متعلق فرمایا:

''يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ''(۴۴)

ترجمہ: (اے ایمان والو! جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو پیدا کر دے گا جن سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہو گی اور ان کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہو گی وہ مسلمانوں پر مہربان ہوں گے، کافروں پر تیز ہوں گے۔)

کفار کو دعوت اسلام

کفار کو اسلام کی دعوت دو طریقوں سے دی جاتی ہے:

۱۔ دلائل کے ذریعے

۲۔ جہاد کے ذریعے

دعوت اسلام بذریعہ دلائل

خلیفہ کو چاہیے کہ کفار تک دعوت پہنچانے اور حجت قائم کرنے کے لیے زمانے کے ماہر علماء وفقہاء کو بھیجے تاکہ وہ احسن طریقے سے دعوت دین پہنچا سکیں۔

دعوت بذریعہ جہاد

اگر امام کو یہ بات پہنچے کہ کفار کے کچھ گروہ کو کوئی رہنمائی کرنے والا آدمی مل جائے تو وہ قبول حق (اسلام) کی طرف آجائیں گے تو اسے چاہیے کہ علماء مسلمین میں ایک باصلاحیت شخص کو اس طرف بھیجے اور بہتر یہ ہے کہ اس کے لیے ذہین، ذی استعداد، صاحب تقویٰ وہدایت اور ادیب کو منتخب کرے۔

اگر بذریعہ دلائل وبراہین کفار دین اسلام کو قبول نہیں کرتے اور انکار کرتے ہیں تو ان کے خلاف جہاد کیا جائے گا تاکہ دین حق قبول کرنے میں جو رکاوٹ ہے یعنی امراء اور مقتدر طبقہ، اس کو ختم کر دیا جائے اور دعوت اسلام بالکل عام ہو جائے جو قبول کرنا چاہیے۔ مشرف بہ سلام ہو جائے۔ جہاد کے ذریعہ کفار کو دعوت اسلام، اسلامی سیاسی نظام کا (خلافت) کا اہم فریضہ ہے جس کے متعلق کتاب وسنت اور کتب فقہ میں احکامات موجود ہیں۔ [۳۵]

نظام عبادات کا قیام

فروعِ دین

فروع سے وہ امور مراد ہیں جن کا تعلق عبادات بدنیہ سے ہے جن کا بندوں کو مکلف بنایا گیا ہے۔ جب انہیں ان کے ارکان شرائط میں خلیفہ کی نگرانی کا کوئی تعلق نہیں ہے اور مقررہ اوقات میں ادا کیا جارہا ہو تو اسلام کے ظاہری شعار میں خلیفہ کی نگرانی کا تعلق ہے۔ یہ شعار دو قسم کے ہیں:

ا۔ وہ جن میں عظیم اجتماع ہوتا ہے جیسے جمعہ، عیدین اور حج۔

ب۔ وہ جن میں اجتماع نہیں ہوتا جیسے اذان اور نماز پنجگانہ (صلوٰۃ خمسہ) کی جماعت۔ پہلی قسم کے اجتماعات میں خلیفہ کی بذات خود شرکت لازمی ہے۔ اگر خود حاضر نہ ہو سکے تو اپنا نائب مقرر کرے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابو بکر صدیقؓ کو امیر الحج مقرر کرتے تھے۔[۳۶]

نظام تعلیم کا قیام

امام پر یہ فریضہ ہے کہ وہ جس قدر ہو سکے بذات خود علوم دینیہ کو زندہ رکھے اور ہر شہر میں مدرسین مقرر کرے۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو صحابہؓ کی ایک جماعت کے ساتھ علوم دین کی تعلیم کے لیے کوفہ میں مقرر کیا۔ معقل بن یسارؓ اور عبداللہ بن معقل کو بصرہ میں بھیجا۔

نظام جہاد کا قیام

اسلامی ریاست کی وسیع اور پوری دنیا میں نظام خلافت کے قیام اور دعوت اسلام کے لیے کوشش کرنا اور یہ امام کے اہم فرائض میں سے ہے کہ اسلامی ریاست کے پھیلاؤ کے لیے ہر ممکن کوشش کرے، اس کا طریق جہاد ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس دین اسلام کو لے کر مبعوث ہوئے اس کو کفار تک پہنچانے کے دو طریقے ہیں:

الف: دعوت دلائل براہین کے ساتھ:۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ کفار کو دین اسلام سے متعلق جو شکوک و شبہات ہیں، ان کا ازالہ کیا جائے۔ دین اسلام کی سچائی اور حقانیت کے دلائل پیش کیے جائیں اور ہر ممکن طریقہ سے انہیں دین اسلام کی طرف راغب کیا جائے تا کہ وہ اسے قبول کر لیں، ورنہ ان پر حجت قائم ہو جائے۔

ب: دلائل و براہین کے ذریعے دین اسلام کو قبول نہیں کرتے اور اعراض و انکار کرتے ہیں تو پھر ان کے خلاف جہاد کیا جائے گا۔ جہاد کے ذریعے یا تو جزیہ دینا قبول کریں گے اور اسلامی ریاست کے ماتحت آ جائیں گے یا پھر جنگ کریں گے۔

لشکر اسلام کو فتح حاصل ہونے کی صورت میں ان پر اسلامی نظام کا نفاذ کیا جائے گا تا کہ وہ اسلامی نظام کی برکات و کامیابی کو دیکھ کر اور مجاہدین اسلام کی سیرت و کردار سے متاثر ہو کر قبولیت اسلام کی طرف راغب ہوں۔

خلیفہ اور امام کے اختیارات و فرائض کا تقابلی جائزہ

حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح کو گورنر شام بنا کر بھیجا رومیوں کے لشکر میں پہنچے تو دیکھا کہ خیمے میں دیبائے زریں کا فرش بچھا ہے۔ ایک عیسائی نے کہا کہ میں گھوڑا تھام لیتا ہوں آپ دربار میں جا کر بیٹھئے معاذ نے کہا کہ میں اس فرش پر جو غریبوں کا حق چھین کر بنایا گیا ہوا ہے بیٹھنا نہیں چاہتا یہ کہہ کر زمین پر بیٹھ گئے بات چیت کے دوران خلیفہ بادشاہ کے اختیارات کا ذکر چھڑ گیا تو حضرت معاذ نے فرمایا تم کو اس بات پر ناز ہے کہ تم اکیلے شہنشاہ کی رعایا ہو جس کو تمہاری جان و مال کا اختیار ہے لیکن تم نے جسے خلیفہ بنا رکھا۔(۳۷)

خلیفہ کے اختیارات میں ہے کہ وہ قانونی مساوات کو لاگو کرے۔(۳۸)

امام ماوردی نے لکھا ہے:

''والذی یلزمه من امور العامة عشرة اشیاء احدهما: حفظ الدین علی اصوله المستقرة وما اجمع علیه سلف الامة فان نجم مبترع اوزاغ ذوشبهة عنه اووضح له الحجة و بین له الصواب واء خذه بما یلزمه من الحقوق والحدود لیکون الدین محروسا من خلل والامة ممنوعة من ذلل''

امام اور خلیفہ پر عام امور میں دس چیزیں لازم ہیں پہلی دین کی حفاظت ان اصولوں پر جو ثابت ہیں اور جن پر امت کے اسلاف کا اجماع اگر کوئی بدعت کرنے والا ظاہر ہو یا کوئی شبہے والا انحراف کرے تو اس کے لیے حجت واضح کرے حق کو بیان کرے اور اس کا مواخذہ کرے ان حقوق اور حدود کے ساتھ جو اس پر لازم ہیں تا کہ دین نقصان اور اُمت لغزش سے بچ سکے۔

الثانی: اقامته القضاء یعنی قضاء قائم کرے

الثالث: الامن العام امن عامہ قائم کرے

الرابع: تنفیذ الاحکام الجنائیة جنائی احکام کی تنفیذ کرے

الخامس: اعداد وسائل الدفاع یعنی سرحدات کی حفاظت کرے

السادس: الجهاد ضد الاعداء اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں کے خلاف جہاد کرے

السابع: جبایة الاموال یعنی اموال کا جمع کرنا

الثامن: توزیع الحقوق والرواتب حقوق اور تنخواہوں کی توزیع

التاسع: اختیار الائکفاء الامناء للمنا صبمناصب پر اہل اور امین لوگوں کو مقرر کرنا حق دار کو اسکا حق دینا۔

علامہ محمد بن علی طباطبا فرماتے ہیں امام یا خلیفہ کا فرض ہے حریم اسلام کی حفاظت کرے۔ سرحدوں اور حدود کی حفاظت کرے معاشرے سے بدامنی کا خاتمہ کرے امور کی انجام دہی کی وجہ سے اس خلیفہ یا امام کی اطاعت رعیت پر واجب ہے۔ خلیفہ شعائر اسلام کو قائم کرے۔ اپنی بادشاہت میں عدل کرے۔[۳۹]

۱۔ عصر حاضر میں اسلامی ریاست کے سربراہ کا بنیادی فرض ہے کہ وہ اسلام کے بنیادی اصولوں کی حفاظت کرے اور جن امور دینی پر سلف کا اجماع ہے ان کی نگہبانی کرے اور کوئی شخص خلاف شرع کام کرے تو اسے حق بات سمجھائے اور فرائض اور ممنوعات کی پابندی پر اسے آمادہ کرے۔

خلیفہ اور امام کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے اختیارات و فرائض سے تجاوز نہ کرے۔ حدیث نبوی ﷺ میں ہے:

''افضل عباداللّٰہ منزلۃ یوم القیامۃ .امامٌ عدل رقیق و شرٌّ عباداللّٰہ عنداللّٰہ منزلۃ یوم القیامۃ امام جائر خرق''[۴۰]

(اللہ کے بندوں میں قیامت کے دن سب سے افضل وہ ہو گا جو امام عادل اور مہربان ہو گا اور بُرا مقام اس شخص کا ہو گا جو ظالم ہو گا۔)

۲۔ جھگڑا کرنے والوں میں احکام شریعہ کے مطابق فیصلہ کرے اور معاشرے میں عدل وانصاف کرے اور انصاف سے اس طرح حکومت کرے کہ کوئی طاقتور کسی کمزور پر ظلم وزیادتی نہ کرے۔

۳۔ ملک میں Law and Order کی صورت حال بہتر کرے۔

۴۔ شرعی حدود قائم کرے۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ (ومامن وال یلی رعیۃ من المسلمین فیموت فھو غاش لھم الاحرم اللّٰہ علیہ الجنۃ)[۴۱] ''مسلمانوں کی جماعت کا حکمران اگر غیر منصف مرے تو اس پر جنت حرام ہے۔

۵۔ غیر ملکی دست اندازی سے ملک کو محفوظ کرے تاکہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کی جان ومال محفوظ رہیں۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: (ومامن امتی احدٌ ولی من

امر الناس شیاء لم یحفظ به نفسه واهله الالم یرح رائحة الجنة)(۴۲) "میری اُمت کا ولی جو ان کا حکمران ہو یعنی کہ جان و مال اور گھر والوں کی حفاظت نہ کر سکے، جنت کی خوشبو نہیں سونگھ سکے گا۔"

۶۔ اسلام کی دعوت دے اور نہ ماننے والوں کے خلاف جہاد کرے۔

۷۔ احکام شریعہ کے مطابق خراج اور صدقہ وصول کرے خواہشات نفسانی کو اپنے اوپر غالب نہ ہونے دے۔

حوالہ جات

۱۔ الذاریات:۵۶

۲۔ البقرۃ:۳۰

۳۔ الرعد:۷

۴۔ النور:۵۵

۵۔ ابن عابدین الشامی، الفتاوی الشامیہ، کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ، ۱۹۹۲، باب الامامۃ، ۱/۵۱۱

۶۔ وصفی مصطفی کمال، الدکتور، النظم الاسلامیہ القاہرۃ: المکتبۃ وھبۃ، ص ۲۳۳

۷۔ ابن منظور محمد بن مکرم، الافریقی، الامام، لسان العرب، بیروت: داراحیاء التراث العربی، ۱۴۰۸ھ، ۳/ ۸۲

۸۔ ایضاً

۹۔ الانعام:۱۶۵

۱۰۔ الفیروز آبادی، مجدالدین محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، بیروت: دارالاحیاء التراث العربی، الطبع الثانیہ، ۳/ ۱۳۷

۱۱۔ حقانی، عبدالباقی، مولانا، اسلام کا نظام سیاست وحکومت حضور اقدس ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں، مترجم سید امیر انور حقانی، نوشہرہ: القاسم اکیڈمی اشاعت اول، ۱۹۸۸ء، ۱/ ۳۷

۱۲۔ امام نووی، روضۃ الطالبین، القاہرہ، الموسوعۃ العربیۃ، ۱۰/ ۴۹

۱۳۔ عبداللہ دمیجی الامامۃ العظمی، مصر: مصطفی البابی، ۱۹۳۹ء، ص ۴۰

۱۴ الاصفھانی، الراغب ابن ابی القاسم الحسن بن محمد، المفردات فی غریب القرآن، تحقیق محمد خلیل: سوات، مکتبہ صدیقہ، الطبعۃ الرابعۃ، ۱۴۱۸ھ، ص ۳۳، ۳۴

۱۵۔ الیسوعی، لوئیس معلوف، المنجد، عربی اردو، کراچی: دارالاشاعت، ۱۹۹۴ء، ص ۶۲

۱۶۔ الجوھری، اسماعیل بن حماد، الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ، بیروت: دار العلم للملایین، ۱۹۵۶ء، ۵/ ۱۸۶۵

۱۷۔ وصفی، مصطفی کمال الدکتور، النظم الاسلامیہ القاہرۃ، مکتبۃ وہبۃ، ص ۲۳۳

۱۸۔ صدیقی، محمد نعیم، اسلام کا نظام سیاست و عمرانیات، لاہور، علمی کتاب خانہ اشاعت اول، ص ۷۱

۱۹۔ ایضاً

۲۰۔ شیخ علی عبد الرزاق، اسلام اور اصول حکومت، مترجم راجہ فخر ماجد، لاہور اظہر سنز، ۱۹۹۵ء، اشاعت اول، ص ۲۶

۲۱۔ البقرۃ:۳۰

۲۲۔ الاعراف:۶۹

۲۳۔ الاعراف:۷۴

۲۴۔ الانعام:۱۶۶

۲۵۔ ص:۲۶

۲۶۔ یوسف:۴۰

۲۷۔ الانعام:۶۲

۲۸۔ آل عمران:۱۸۸

۲۹۔ النساء:۵۹

۳۰۔ ابن تیمیہؒ، مجموعہ فتاویٰ ابن تیمیہؒ مصر المکتبۃ التجارۃ الطبعۃ الثانیۃ، ۱۳۴۷ھ، ۳۹۰/۸

۳۱۔ سیال، طالب حسین، مسلمانوں کا نظام شوریٰ، راولپنڈی بک سنز، ص ۴۳

۳۲۔ النساء:۵۹

۳۳۔ انصار، سنبل، ڈاکٹر، مسلمانوں کے سیاسی ادارے، کراچی دارالاشاعت، ۲۰۰۵ء، اشاعت اول، ص ۶۳

۳۴۔ المائدہ:۵۴

۳۵۔ شاہ اسماعیل شہید، منصب امامت، مترجم حکیم محمد حسین علوی، لاہور دارالکتب، اشاعت سوم، ۱۹۹۰ء، ص ۳۰

۳۶۔ شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفاء عن الخلافۃ الخلفاء، لاہور، مکتبہ دارالاسلام ۱۹۷۶ء، ج ۱، ص ۱۹

۳۷۔ القلقشندی احمد بن عبد اللہ، علامہ مآثر الانافہ فی معالم الخلافہ، بیروت، مکتبہ اسلامیہ، ۳۵/۱

۳۸۔ شبلی نعمانی، الفاروق، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز ۱۹۷۶ ص ۱۲۵

۳۹۔ کیلانی، عبد الرحمن، خلافت و جمہوریت، لاہور: دار لسلام ۲۰۰۰ اشاعت پنجم ص ۱۷۴

۴۰۔ الطبرانی، معجم الاوسط، ص:۹۶، ح:۴۷۷

۴۱۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ص:۸۹، ح:۳۴۴۱

۴۲۔ الطبرانی، معجم الاوسط، ص:۱۱۴، ح:۹۳۶۷